Journal of World Religions and Interfaith
ISSN: 2958-9932 (Print), 2958-9940 (Online)
Vol. 3, Issue 1, Spring 2024, PP. 43-60
HEC:https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089593#journal_result
Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih
Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/issue/view/168
Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/article/view/2387
DOI: https://doi.org/10.52461/jwrih.v3i1.2387
Publisher: Department of World Religions and Interfaith Harmony, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Title "Huliya Mubarak" research review of the Ghazal al-Ghazlat of the Bible and the books of Hadiths

Author (s): **Hafiz Mubashir Rasheed**
PhD Research Scholar, University of Engineering and Technology, Lahore

Hafiz Mudassir Rashid
Research Scholar, Department of Islamic Studies, Ripha international university, Faisalabad

Received on: 10 October, 2023
Accepted on: 15 December, 2023
Published on: 03 December, 2024

Citation: Hafiz Mubashir Rasheed, and Hafiz Mudassir Rashid. 2023. "Huliya Mubarak: Research Review of the Ghazal Al-Ghazlat of the Bible and the Books of Hadiths". *Journal of World Religions and Interfaith Harmony* 2 (2):43-60. https://doi.org/10.52461/jwrih.v3i1.2387.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Journal of World Religions and Interfaith Harmony by the Department of World Religions and Interfaith Harmony is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حلیہ مبارک: بائبل کی کتاب غزل الغزلات اور کتب احادیث کا تحقیقی جائزہ

Huliya Mubarak: research review of the Ghazal al-Ghazlat of the Bible and the books of Hadiths

Hafiz Mubashir Rasheed
PhD Research Scholar, University of Engineering and Technology, Lahore
Email: mubashirrasheed222@gmail.com

Hafiz Mudassir Rashid
Research Scholar, Department of Islamic Studies, Ripha international university, Faisalabad -Email: mudassirrashid86@gmail.com

Abstract

Prophet Muhammad (PBUH) has been mentioned a lot in previous heavenly books and the Qur'an has also stated this claim with great emphasis that the People of the revealed religions recognize him (PBUH) as one recognizes his sons. The earlier heavenly books neither exist today in their original condition nor in their original language. Despite this, the Bible still mentions the Prophet (PBUH) in different words, and many of his admirable qualities and elegance are alive in the Bible. In this article, the elegance of the Holy Prophet (PBUH) has been reviewed in the light of the books of Hadith and the book of Ghazal al-Ghazlat of the Bible, and then drawn the following conclusions: The mention of Prophet Muhammad (PBUH) is present in previous heavenly books. His great attributes and prominent character are still alive in the Bible. He was mentioned by name in the book Ghazal al-Ghazlat of the Bible. In the book Ghazal-ul-Ghazalat of the Bible, the attributes of the beloved of Hazrat Sulaiman are proven on the Prophet (PBUH). The elegance of Prophet (PBUH) is the same in previous revealed books and books of hadiths. The personality which is described in the book Ghazal-ul-Ghazlat is far from conceivable to be anyone other than Muhammad (PBUH). He (PBUH) possessed moral and prophetic virtues as well as marvelous character.

Keywords: Hazrat Suleman AH, Hazrat Muhammad PBUH, Ghazla al Ghazlat, books of Hadiths, Huliya Mubarak

تمہید:

نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ خیر سابقہ آسمانی کتب میں بکثرت کیا گیا ہے اور قرآن نے بھی یہ دعویٰ بڑی تاکید کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اہل کتاب آپ ﷺ کو یوں پہچانتے ہیں جیسے کوئی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے۔ سابقہ آسمانی کتب اگرچہ آج اپنی اصل حالت تو درکنار اپنی اصل زبان تک میں موجود نہیں ہیں۔ اس کے باوجود بائبل میں آج بھی نبی مکرم ﷺ کے بارے میں مختلف الفاظ میں تذکرہ ملتا ہے اور آپ کے اوصاف حمیدہ اور حلیہ مبارک کا کثیر حصہ بائبل میں زندہ وجاوید ہے۔

بائبل کوئی ایک کتاب نہیں، بلکہ متعدد کتب کا مجموعہ ہے۔ یہودیوں کی بائبل کو" عہد نامۂ قدیم" کہتے ہیں۔ اس کی پہلی پانچ کتابوں کا مجموعہ تورات کہلاتا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اس عہد نامۂ قدیم میں کل اُنتالیس کتابیں ہیں، جن کی ترتیب و تقسیم مسیحیوں کی بائبل سے کچھ مختلف ہے۔ پروٹسٹنٹ مسیحیوں کی بائبل چھیاسٹھ کتب پر مشتمل ہے۔ اِن میں سے اُنتالیس عہد نامۂ قدیم میں شامل ہیں اور ستائیس عہد نامۂ جدید میں۔ عہد نامۂ جدید میں پہلی چار کتابیں چار اناجیل ہیں۔ جن کے بعد کتابِ اعمال ہے۔ اس کے بعد مختلف خطوط ہیں اور آخری کتاب مکاشفہ ہے۔ کیتھولک بائبل میں چھیاسٹھ کتب کے علاوہ بعض دیگر ضعیف درجے کی کتابیں بھی شامل ہیں، جنھیں "اپوکرائفا" (Apocrypha) کہا جاتا ہے۔ بائبل کا پہلا حصہ جو عہد نامۂ قدیم کہلاتا ہے، اس کی اصل زبان اکثر و بیشتر عبرانی تھی، لیکن اس میں کچھ چیزیں آرامی زبان میں بھی درج ہیں۔

بائبل میں متعدد انبیاء نے اپنے بعد آنے والے واقعات اور انبیاء کرام علیھم السلام کے متعلق پیشین گوئیاں بیان کی ہیں۔ قُرآنِ کریم میں یہ بات زور دے کر کہی گئی ہے کہ بائبل کی کتابوں میں حضرت محمد ﷺ کے متعلق اتنی واضح پیشین گوئیاں درج ہیں جن کے سمجھنے میں کوئی سلیم انسان مشکل محسوس نہیں کرتا، بلکہ وہ آپ ﷺ کو اس طرح پہچان سکتا ہے جیسے وہ اپنے بیٹے بیٹیوں کو پہچانتا ہے۔

اس مضمون میں یہی جائزہ لیا جائے گا کہ بائبل کی کتاب غزل الغزلات میں جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب غزل ہے اس میں ان کے محبوب کا حلیہ دراصل کتب احادیث میں رسول مکرم ﷺ کا ہی حلیہ ہے۔ اور آپ ﷺ

کے علاوہ اس حلیہ کا مصداق اور کوئی شخصیت قطعاً نہیں ہے۔ کتاب غزل الغزلات اسے نشید الاناشید بھی کہا جاتا ہے اور یہ ان پانچ اسفار میں سے پہلا ہے جو یہودی عیدوں کے موقع پر پڑھے جاتے تھے۔[1]

حضرت سلیمان علیہ السلام کی زبانی اس پیشین گوئی کے بیان کیے جانے اور آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کی صورت میں اس کے پورے ہونے کے درمیان قریباً ڈیڑھ ہزار سال کا وقفہ ہے، لیکن اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ سے کم از کم ایک ہزار سال پہلے باقاعدہ ضبطِ تحریر میں آچکی تھی اور اپنی اصل صورت میں موجود تھی۔ ظاہر ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ یا آپ کے پیروکاروں میں سے کوئی شخص اسے آپ کی پیدائش سے بھی ایک ہزار سال پہلے بائبل میں کسی صورت میں بھی درج نہیں کر سکتا تھا۔ اگر یہ بات تحقیق سے ثابت ہو جائے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ پیشین گوئی واقعی موجود ہے، تو ایک طرف تو یہ بائبل کی صداقت کا ثبوت ہے اور دُوسری طرف حضرت محمد ﷺ کی رسالت بھی حتمی طور پر ثابت ہو جاتی ہے۔

بائبل میں محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں نہایت واضح اور مبین الفاظ میں متعدد پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ یہ بات قریباً نایاب ہے کہ مستقبل میں آنے والے کسی نبی کے متعلق نام لے کر پیشین گوئی کی گئی ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی کتاب "غزل الغزلات" میں محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق بیان شدہ مندرجہ ذیل پیشین گوئی اس سلسلے کی غالباً واحد مثال ہے۔ اردو "کتاب مقدس" میں یہ باب ۵ جملہ ۱۰ تا ۱۶ ان الفاظ میں درج ہے:

میرا محبوب سُرخ وسفید ہے۔ وہ دس ہزار میں ممتاز ہے۔ اس کا سر خالص سونا ہے۔ اس کی زُلفیں پیچ در پیچ اور کوّے سی کالی ہیں۔ اس کی آنکھیں ان کبوتروں کی مانند ہیں جو دودھ میں نہا کر لبِ دریا تمکنت سے بیٹھے ہوں۔ اس کے رُخسار پھولوں کے چمن اور بلسان کی اُبھری ہوئی کیاریاں ہیں۔ اس کے ہونٹ سوسن ہیں جن سے رقیق مُرّ ٹپکتا ہے۔ اس کے ہاتھ زبرجد سے مُرصّع سونے کے حلقے ہیں۔ اس کا پیٹ ہاتھی دانت کا کام ہے جس پر نیلم کے پھول بنے ہوں۔ اس کی ٹانگیں کندن کے پایوں پر سنگِ مرمر کے ستون ہیں۔ وہ دیکھنے میں لبنان اور خوبی میں رشکِ سرو ہے۔ اس کا منہ ازبس شیریں ہے۔ ہاں وہ سراپا عشق انگیز ہے۔ اے یروشلم کی بیٹیو! یہ ہے میرا محبوب، یہ ہے میرا پیارا۔[2]

---

[1] ایس۔ ایف خیر اللہ، قاموس الکتاب (لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، ۳۶ فیروز پور روڈ)، 682

[2] کتاب مقدس، غزل الغزلات (لاہور: بائبل سوسائٹی)، ۵: ۱۰ ۔ ۱۶

اگرچہ اس بے مثال تحریر (غزل الغزلات) کی تصنیف کے متعلق مختلف آرا پیش کی جاتی ہیں، تاہم بعض مستند علما اسے حضرت سلیمان علیہ السلام ہی کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔ علمائے بائبل کی تحریروں کے معروضی جائزے پر مبنی چند نِکات درج ذیل ہیں:

۱۔ عمومی طور پر اس بات کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ بنیادی طور پر "غزل الغزلات" کے مصنف حضرت سلیمان علیہ السلام ہی ہیں۔

۲۔ یہ نظم دسویں صدی قبل مسیح کے وسط میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے کسی وقت تحریر فرمائی تھی۔

۳۔ اس میں موجود فحش اور ناشائستہ مواد کی بنا پر بعض علما و مفسرین نے مناسب خیال کیا کہ نوجوانوں کے لیے اس کے مطالعے پر پابندی لگا دی جائے۔

آیت میں محمد رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی رنگت کا بیان ہے، جس کے لیے عبرانی میں "صاخ و ادوم" کے الفاظ ہیں۔ جس کا ترجمہ "سرخ و سفید" کیا جاتا ہے۔ پہلے لفظ یعنی "صاخ" کے اصل معنی صاف اور چمک دار ہیں۔ پلپٹ کی تفسیر بائبل میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس سے مریضانہ سفیدی مُراد نہیں۔ اگلے عبرانی لفظ "ادوم" کے معنی گلابی اور سُرخ رنگت ہے۔ اس طرح سُرخ و سفید کے الفاظ کا مطلب صحت، سُرخی، توانائی، چمک اور حسن بنتا ہے۔ احادیث میں محمد رسول اللہ ﷺ کے چہرے کے جو اوصاف بیان ہوئے ہیں، یہ اُن کی مُنہ بولتی اور کامل تصویر ہے۔

چنانچہ جناب جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کو بیان کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں:

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في ليلة إضحيان فجعلت أنظر إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وإلى القمر وعليه حلة حمراء فإذا هو عندي أحسن من القمر[3]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ فرماتے ہیں: ایک روشنی والی رات میں مَیں آپ ﷺ کی اور چاند کی طرف دیکھ رہا تھا۔ میرے نزدیک آپ ﷺ کا چہرہ چاند سے زیادہ خوب صورت تھا۔

آپ ﷺ کی ایک سفر میں ماں ام معبد سے ملاقات ہوئی، وہ آپ ﷺ کے رُخِ انور کی رعنائی سے ایسی متاثر ہوئی کہ دیکھتی ہی رہ گئی، وہ آپ ﷺ کے روشن اور خوبصورت چہرے اور ذاتِ اطہر کو ان الفاظ میں بیان کرتی ہیں: "پاکیزہ رو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ خو، نہ توند نکلی ہوئی، نہ چندیہ کے بال گرے ہوئے، زیبا، صاحب جمال، آنکھیں سیاہ و فراخ، بال لمبے اور

[3] محمد بن عیسیٰ الترمذی، الجامع الترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی الرخصۃ فی لبس الحمرۃ للرجال، رقم الحدیث:۲۸۱۱

گھنے، آواز میں بھاری پن، بلند گردن، روشن مردمک، سرمگیں چشم، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگھریالے بال، خاموش وقار کے ساتھ، گویا دل بستگی لیے ہوئے، دور سے دیکھنے میں زیبندہ و دل فریب، قریب سے نہایت شیریں و کمال حسین، شیریں کلام، واضح الفاظ، کلام کمی و بیشی الفاظ سے معرا، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی، میانہ قد کہ کوتاہی سے حقیر نظر نہیں آتے، نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی۔ زیبندہ نہال کہ تازہ شاخ، زیبندہ منظر والاقد، رفیق ایسے کہ ہر وقت اس کے گرد و پیش رہتے ہیں۔ جب وہ کچھ کہتا ہے تو چپ چاپ سنتے رہتے ہیں، جب وہ حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لیے جھپٹتے ہیں، مخدوم و مطاع نہ کوتاہ سخن، نہ فضول گو"۔[4]

مندرجہ بالا تمام گفتگو سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے چہرے میں سُرخی، چمک، حُسن اور سفیدی کا حسین اِمتزاج تھا جو پیشین گوئی کے عبرانی الفاظ کی ہوبہو عکاسی کرتا ہے۔

پیشین گوئی کا اگلا جملہ ہے: وہ دس ہزار میں ممتاز ہے۔ اصل عبرانی الفاظ کا تلفظ ہے: دجول مع ربوبہ، یعنی دس ہزار کی فوج کا سربراہ۔ یہ الفاظ محمد رسول اللہ ﷺ کی فتح مکہ کے علاوہ کسی چیز پر صادق نہیں آتے۔[5]

اگلی آیت کا پہلا جملہ ہے: اُس کا سر خالص سونا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کو ہجرت کے بعد مدینہ منورہ کی ریاست پر پوری طرح قوت و اقتدار حاصل تھا، جو بعد میں پورے جزیرہ نمائے عرب پر حاوی ہو گیا، اور اس حیثیت میں آپ ﷺ کے فیصلے اور اَحکام ہمیشہ بے لاگ اور بے عیب رہے۔ اس سے قاری خود اندازہ کر سکتا ہے کہ اُس کا سر خالص سونا ہے کے الفاظ کس پر صادق آتے ہیں۔

آیت کے اگلے الفاظ ہیں: اُس کی زُلفیں پیچ در پیچ اور کوے سی کالی ہیں۔ یہاں زُلفوں کے لیے جو پیچ در پیچ کا لفظ استعمال ہوا ہے، اُس کے لیے عبرانی میں "تال تال" کا لفظ آیا ہے۔ اس کے معنی ہیں "ایک لٹکتی ہوئی شاخ"۔ جملے کا دوسرا حصہ ہے "کوّے سی کالی"۔ کالی کے لیے عبرانی میں "سحر" کا لفظ آیا ہے۔ یہ وہی عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں پو پھٹنے سے پہلے کا وقت۔ اس کے معنی ہیں صبح سویرے روشنی پھیلنے سے پہلے کی تاریکی یا صبح سویرے کسی کام کے لیے اُٹھنا۔ اس حصے کا دوسرا اہم لفظ ہے "کوا" ۔ عبرانی میں اس کے لیے عرب یا عُراب کا لفظ آیا ہے اور اس کے معنی "عرب کا باشندہ" بھی ہیں اور دُھندلا

---

[4] قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوری، رحمۃ للعالمین (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، ۲۰۱۶)، ۱: ۱۲۳

[5] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوۃ الفتح فی رمضان، رقم الحدیث: ۴۲۷۶

یا کالا ہونا بھی۔ اس کے ایک معنی ”کوا“ بھی ہیں۔ بائبل کے مترجمین کو یہاں عرب کا باشندہ لکھنا مناسب معلوم نہ ہوا تو اُنھوں نے اس کے معنی کوا لکھ دیے۔ حالانکہ پہلی ترجیح عرب کو دی جانی چاہیے تھی۔

”پیچ در پیچ“ کے لیے بائبل میں تال تال کا عبرانی لفظ استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی ایک لٹکتی جھولتی شاخ کے ہیں اور عام مشاہدہ یہ ہے کہ لمبی لٹکتی ہوئی شاخ آخر میں تھوڑا سا بل کھا کر اُوپر کی طرف اُٹھ آتی ہے۔ جیسے بوٹل برش یا وِلّو کی شاخیں (یہ درخت عام طور پر پانی یا سڑکوں کے کنارے پائے جاتے ہیں)۔ اس طرح بائبل کی عبارت اُس کی زُلفیں پیچ در پیچ اور کوے سی کالی ہیں کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اُس کی زُلفیں کالی ہیں، اُن میں ہلکا سا گھونگر ہے اور وہ مُلکِ عرب کا باشندہ ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا اطلاق حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کسی طرح ممکن نہیں، کیونکہ اُن کی زُلفوں کے متعلق تو بائبل کی کتاب مکاشفہ (۱: ۱۴) میں صاف لکھا ہے کہ اُس کا سر اور بال سفید بلکہ برف کی مانند سفید تھے۔

جہاں تک محمد رسول اللہ ﷺ کے بالوں کا تعلق ہے تو ان کے متعلق یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ وہ روشن اور سیاہ تھے۔ حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ چمک دار سیاہ بال۔[6]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک بیان کرتے ہیں:

وَقُبِضَ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ[7]

آپ ﷺ کے دُنیا سے رُخصت ہونے تک آپ ﷺ کے سر اور ڈاڑھی دونوں میں بیس سے زیادہ بال سفید نہ تھے۔

اس ساری گفتگو سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس ارشاد کا کہ اُس کا سر خالص سونا ہے اور اُس کی زلفیں پیچ در پیچ اور کوے سی کالی ہیں، کا محمد رسول اللہ ﷺ پر حرف بہ حرف اطلاق ہوتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اِس کے کسی طرح بھی مصداق نہیں ہیں۔

آیت ۱۲ میں حضرت سلیمان فرماتے ہیں کہ ” اُس کی آنکھیں اُن کبوتروں کی مانند ہیں جو دُودھ میں نہا کر لبِ دریا تمکنت سے بیٹھے ہوں“۔ اُردو بائبل کا یہ ترجمہ درست نہیں، بلکہ ناقص ہے۔ کنگ جیمز ورشن میں اس کے لیے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوئے ہیں:

---

[6] منصور پوری، رحمۃ للعالمین، ۱ : ۱۲

[7] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۵۴۷

اس کی آنکھیں اُن فاختاؤں کی آنکھوں جیسی ہیں جو پانی کی ندیوں کے کنارے بیٹھی ہوں۔ یہ دودھ میں دھلی ہوئی ہیں اور نہایت متناسب انداز میں [پیشانی کے جوف میں] رکھی ہوں۔

آیت میں آپ ﷺ کی آنکھوں کو کبوتر یا فاختہ کی آنکھوں سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ اس کے معنی ہیں: مخمور، شراب اور شراب کا نشہ۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ سے روایت ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اشکل العین تھے۔[8]

یعنی جس کی آنکھوں کی سفیدی میں سرخی کی جھلک ہو۔ اُمّ معبد رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی آنکھوں کے لیے اَحور کا لفظ استعمال کیا ہے، جس کا مطلب ہے: آپ ﷺ کی آنکھوں کی سفیدی اور سیاہی ایک دوسرے سے ممتاز تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس محبوب کی آنکھیں، چہرے اور پیشانی میں اتنے موزوں اور مناسب انداز میں جڑی ہوئی ہیں کہ وہ خوبصورت، بڑی بڑی، خوب بھری ہوئی، گداز، اُبھری ہوئی اور پُر کشش نظر آتی ہیں۔ اُس کی آنکھوں میں مَحبّت و مَسرّت کا جوش ہے۔ اُس کی آنکھیں نشیلی سی ہیں اور اُن میں سرخ ڈورے ہیں۔ اُس کی آنکھیں نہ صرف پاکیزہ، مہربان اور صاف ہیں، بلکہ اُن میں نمی کی چمک ہے جو اِحساسِ ہمدردی اور محبتِ الٰہی کی آئینہ دار ہے، نہ اندر کو دھنسی ہوئیں اور نہ باہر کو نکلی ہوئیں۔

اس گفتگو سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ آیت محمد رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کی مکمل اور سچی تصویر پیش کرتی ہے جس کی عکاسی حضرت سلیمان علیہ السلام نے محمد رسول اللہ ﷺ سے قریباً ڈیڑھ ہزار سال پہلے کر دی تھی۔

آیت ۱۳ میں حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے محبوب کے رُخساروں اور ہونٹوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اُس کے رُخسار پھولوں کے چمن اور بلسان کی اُبھری ہوئی کیاریاں ہیں۔ اُس کے ہونٹ سوسن ہیں جن سے رقیق مُرّ ٹپکتا ہے۔

رُخسار کے لیے عبرانی بائبل میں "لحی" کا لفظ آیا ہے۔ اُس کے مادے کے معنی ہیں نرم ہونا یا نرم و گداز ہونا۔ اس کے علاوہ نرم و گداز اور رُخسار کے لیے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ عبرانی و آرامی لغت میں اس کے معنی ٹھوڑی جبڑے کی ہڈی

---

8 مسلم بن حجاج القشیری، الصحیح لمسلم، کتاب الفضائل، باب فِی صِفَةِ فم النبی ﷺ وعینیہ وعقبیہ، رقم الحدیث: ۶۲۱۶

اور رُخسار بتائے گئے ہیں، بلکہ اُس نے عربی کے حوالے سے اس کے معنی "ڈاڑھی" بھی لکھے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رُخسار کے لیے جو اصل عبرانی لفظ استعمال کیا گیا ہے اُس کے معنیٰ نرم و گداز رُخسار اور ڈاڑھی ہیں۔

اُس کے اُبھرے ہوئے پر گوشت اور نرم و ملائم رُخسار اور اُن پر گھنی ڈاڑھی یوں لگتی ہے جیسے خوشبو کا ڈھیر ہو، جس کو عمدہ خوشبو والے عطریات میں بسایا گیا ہو۔ وہ چھوٹی چھوٹی خوشبو دار جھاڑیوں کے تختوں کے مانند ہیں اور خوشبو دار پھولوں کے اہرام کی طرح ایک ڈھیر جیسے ہیں۔

یہ عبارت محمد رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کی مکمل عکاسی کرتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

مَا شَمِمْتُ عَنْبَرًا قَطُّ وَلاَ مِسْكًا وَلاَ شَيْئًا أَطْيَبَ مِنْ رِيحِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَلاَ مَسِسْتُ شَيْئًا قَطُّ دِيبَاجًا وَلاَ حَرِيرًا أَلْيَنَ مَسًّا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم [9]

"میں نے عنبر، کستوری یا کسی اور چیز کو محمد رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ اچھا نہیں پایا اور نہ کوئی چیز آپ ﷺ سے زیادہ نرم و ملائم چھوئی ہے، خواہ وہ ریشم ہی ہو"

عبرانی الفاظ کی لغوی تحقیق اور احادیث سے محمد رسول اللہ ﷺ کے شمائل کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ ﷺ کے رُخساروں کے اوصاف دو لفظوں میں سمیٹے جا سکتے ہیں: ملائمت اور خوشبو۔ مندرجہ بالا تاریخی مواد سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر ان اوصاف کا ہُو بہُو اِطلاق ہوتا ہے۔

آیت کا دوسرا حصہ ہے "اُس کے ہونٹ سوسن ہیں جن سے رقیق مُر ٹپکتا ہے"۔ ہونٹ کے لیے عبرانی میں "شفہ" کا لفظ آیا ہے جس کے معنی گفتگو الفاظ اور بات چیت بیان کیے گئے ہیں۔ اگلا اہم لفظ "سوسن" ہے۔ اس کے معنی ہیں: چمک دار، خوش ہونا اور خوشیاں منانا۔ اگلا اہم لفظ "ٹپکنا" ہے۔ اس کے لیے عبرانی میں 'نطف' کا لفظ آیا ہے۔ اس کے معنی ہیں: 'قطروں کی صورت میں گرنا۔ اس کے مجازی معنی الہام کے ذریعے کلام کرنا یا پیشین گوئی کرنا، بیان کیے گئے ہیں۔ آخری اہم لفظ 'مُر' ہے۔ اس کے معنی ہیں: کڑوا ہونا یا بنانا۔ اصل عبرانی الفاظ کی لغوی تحقیق کو سامنے رکھتے ہوئے آیت کے اس حصے کا مفہوم کچھ اس طرح بنتا ہے:

---

9 مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الفضائل، باب طیب رائحۃ النبی ﷺ ولین مسہ والتبرک بمسحہ، رقم الحدیث:٦١٩٩

اُس کے ہونٹ سوسن کے پھول کی طرح چمک دار اور خوب صورت ہیں۔ ان سے جو پُر مَسَرَّت، مبارک اور روشن الفاظ بر آمد ہوتے ہیں، وہ سراسر الہام اور نبوت پر مبنی ہیں۔

زبانِ نبوت اور اندازِ تکلم:

رسول محتشم ﷺ کی زبان مبارک صرف سچائی کی ترجمان تھی، جب آپ خاموشی اختیار کرتے تو وہ ذکر الٰہی اور تدبر و تفکر کے باعث ہوتی۔ آپ پر تکلف گفتگو کے عادی نہ تھے۔ سادہ، بامقصد، سچی اور دل کی گہرائی میں اتر جانے والی گفت گو آپ ﷺ کا ممتاز وصف تھی۔ فصیح و بلیغ عرب قوم سے تعلق رکھنے والے رسولِ مکرم ﷺ خود سب سے زیادہ فصاحت وبلاغت والے تھے۔ مختصر اور حکمت و دانائی سے لبریز کلام آپ ﷺ کی نمایاں خوبی تھی، آپ ﷺ اکثر خاموش رہتے، اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس کی کائنات اور مخلوق میں غور و فکر کرتے ہوئے وقت گزارتے۔ جب بولتے تو نہایت نپی تلی گفتگو فرماتے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے دلکش اسلوبِ کلام کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں:

ما كان رسول الله صلى الله عليه و سلم يسرد سردكم هذا ولكنه كان يتكلم بكلام بينه فصل يحفظه من جلس إليه[10]

"رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح تیزی اور طراری سے گفتگو نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے، حاضرین مجلس آپ ﷺ کے ارشادات یاد کر لیتے تھے۔"

پیشین گوئی کی آیت ۱۴ میں بیان کیا گیا ہے: "اُس کے ہاتھ زبر جد سے مُرصَّع سونے کے حلقے ہیں۔ اُس کا پیٹ ہاتھی دانت کا کام ہے جس پر نیلم کے پھول بنے ہیں"۔

آیت کا پہلا حصہ ہے: اُس کے ہاتھ زبر جد سے مرصع سونے کے حلقے ہیں۔ "ہاتھ" کے لیے عبرانی میں "ید" کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنی ہیں "کھلا ہوا ہاتھ"۔ جو طاقت، اقتدار اور وسائل کو ظاہر کرتا ہے۔ جبکہ "بند ہاتھ" کے لیے عبرانی میں "کف" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ کھلے اور پھیلے ہوئے ہاتھ قوت، اقتدار اور سخاوت کی علامت ہوتے ہیں۔

---

[10] ترمذی، الجامع الترمذی، کتاب المناقب، باب فی کلام النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۶۳۹

آیت کے اس حصے کا اگلا اہم لفظ ''سونا'' ہے جس کے لیے عبرانی میں ''فاز یا فیض'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس کے معنی ہیں دریا، ندی، خالص۔ اسی مناسبت سے خالص اور عمدہ سونے کو بھی ''فاز'' کہتے ہیں۔ ''حلقے'' کے لیے عبرانی میں ''جلیل'' کا لفظ آیا ہے۔ اصل عبرانی الفاظ کے مفہوم و معنی کے پیشِ نظر اس آیت کا ترجمہ کچھ اس طرح ہو گا:

مجازاً اُس کے پھیلے ہوئے ہاتھ اُس کے ذہن، قوت، اقتدار اور سخاوت کی علامت ہیں۔ عملی اور ظاہری طور پر وہ صاف، چمک دار، نرم، ملائم اور سونے کی طرح قیمتی ہیں۔ اُس کی اُنگلی میں ایک انگوٹھی ہوتی ہے جس میں بڑی خوبصورتی سے ایک نگینہ جڑا ہے۔

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: آپ ﷺ کی کلائیاں لمبی، ہتھیلیاں بڑی، اُنگلیاں مناسب حد تک دراز تھیں۔ [11]

دوسری بات محمد [رسول اللہ ﷺ] کی سیاسی بصیرت ہے۔ قرآن مجید میں پایا جانے والا نظریاتی ڈھانچہ محض ایک خاکہ تھا۔ اس خاکے میں ٹھوس پالیسیوں کی تعمیر اور مستقل اداروں کو سہارا دینا ضروری تھا۔ اس کتاب میں محمد رسول اللہ ﷺ کی دُور اندیشی، سیاسی اور عسکری حکمتِ عملی اور اُن کی معاشرتی اصلاحات پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ آپ ﷺ کی چھوٹی سی ریاست کے پھیل کر ایک عالمی سلطنت بن جانے، آپ ﷺ کے معاشرتی اداروں کے مختلف ماحول میں ڈھل جانے اور اُن کے تیرہ صدیوں تک لگاتار جاری رہنے سے ان معاملات میں آپ ﷺ کی دانش ظاہر ہوتی ہے۔ جتنا، جتنا کوئی شخص محمد رسول اللہ ﷺ اور ابتدائی اسلام پر غور کرتا ہے؛ اُتنا، اُتنا ہی اُن کی کامرانیوں کی وُسعت پر انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ اگر آپ ﷺ ایک مردم شناس پیش بین، ایک ماہر سیاستدان اور ایک ماہر منتظم کی صلاحیتوں سے مالامال نہ ہوتے اور ان سب باتوں کے پیچھے آپ ﷺ کا خدا پر توکل اور یہ مضبوط ایمان نہ ہوتا کہ آپ ﷺ کو خداوند تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے تو تاریخ انسانی کا یہ عظیم اور شاندار باب کبھی نہ لکھا جا سکتا۔

''پھیلے ہوئے ہاتھوں'' کی تیسری دلالت 'سخاوت' ہے۔ یہ ایک ایسی مشہور زمانہ حقیقت ہے جس کے لیے کوئی مثال دینا سورج کو چراغ دِکھانے کے مترادف ہے۔ مختصراً یہ کہ بے انتہا سخی اور ایثار کرنے والے تھے اور آپ نے کبھی کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔

یہ جو کہا گیا ہے کہ اُس کے ہاتھ زبرجد سے مرصع سونے کے حلقے ہیں تو ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسالت مآب ﷺ نے جب قیصر و کسریٰ اور دیگر سلاطین عالم کو دعوت نامے بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ کی خدمت میں

---

[11] نعیم صدیقی، محسن انسانیت (لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۲۰۱۴)، ۸۷۔

عرض کی گئی کہ جب تک کسی خط پر مہر ثبت نہ ہو اس وقت تک سلاطین خط وصول نہیں کرتے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک انگشتری بنوائی، جس پر یہ الفاظ مبارک نقش تھے۔ "اللہ، رسول، محمد" سیدنا انس کہتے ہیں کہ اس وقت بھی جبکہ میں اس مبارک انگشتری کا تذکرہ کر رہا ہوں مجھے آپ ﷺ کے دست مبارک میں اس انگشتری کی چمک دمک صاف نظر آ رہی ہے۔[12]

اب آیت کے صرف ایک فقرے پر گفتگو باقی رہ گئی ہے کہ اُس کا پیٹ ہاتھی دانت کا کام ہے، جس پر نیلم کے پھول بنے ہیں۔ پہلے ہم اس فقرے کے چند اہم عبرانی الفاظ کے معنی متعین کرتے ہیں۔ پیٹ کے لیے عبرانی میں معا کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس کے معنی انتڑیاں، پیٹ اور نرم و ملائم ہونا، بیان کیے گئے ہیں۔ کنگ جیمز ورشن میں آگے چمک دار کا لفظ ہے جس کے لیے عبرانی لفظ عشات ہے۔ اس کے معنی' چمک دار ہونا، پالش کرنا، غور و فکر سے دریافت کرنا، چمکنا اور سوچنا ہے۔ ان الفاظ و معنی کی روشنی میں آیت کے اس حصے کا مطلب ذیل میں درج ہے:

اُس کا پیٹ نرم اور چمک دار ہے۔ یہ ہاتھی دانت کی طرح چمکیلا سفید ہے۔ اس پر سبزی مائل نیلگوں، بھورے بھورے بال ہیں جو کسی سفید، چمک دار اور نرم و ملائم سطح پر نیلم کے نگینوں کی طرح ہیں۔

ان الفاظ میں محمد رسول اللہ ﷺ کے جسم کے متعلقہ حصوں کی ہو بہو تصویر پیش کی گئی ہے۔ پلیٹ کی تفسیر میں اِنھی معنوں کی عکاسی کی گئی ہے، محمد رسول اللہ ﷺ سے متعلقہ شمائل متعدد احادیث میں وضاحت سے درج ہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

لما قدم رسول الله صلى الله عليه و سلم المدينة انجفل الناس إليه . وقيل قدم رسول الله صلى الله عليه و سلم . فجئت في الناس لأنظر إليه . فلما استبنت وجه رسول الله صلى الله عليه و سلم عرفت أن وجهه ليس بوجه كذاب [13]

"جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ بڑی تیزی سے آپ ﷺ کی طرف گئے، اور کہنے لگے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ آ چکے ہیں۔ تو میں بھی لوگوں میں آیا تا کہ آپ ﷺ کو دیکھ سکوں

---

[12] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب مایذکر فی المناولۃ وکتاب اھل العلم بالعلم الی البلدان، رقم الحدیث:٦٥

[13] محمد بن یزید القزوینی،، ابن ماجہ، السنن، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، باب ماجاء فی قیام اللیل، رقم الحدیث:٣٢٥١

، پس جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ دیکھا تو میں پہچان گیا کہ بے شک آپ ﷺ کا چہرہ جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔"

"الرحیق المختوم" میں خلاصۃ السیر کے حوالے سے درج ہے:

محمد رسول اللہ ﷺ کے سینۂ مبارک سے ناف تک بالوں کی ہلکی سی لکیر تھی۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کے سینۂ مبارک اور پیٹ پر کوئی بال نہ تھا۔ آپ ﷺ کا سینۂ مبارک اور پیٹ بالکل ہموار تھے۔[14]

آپ ﷺ کی ٹانگیں اور چہرۂ مبارک:

پیشین گوئی کی آیت نمبر ۱۵ میں بیان کیا گیا ہے: 'اُس کی ٹانگیں کندن کے پایوں پر سنگِ مرمر کے ستون ہیں؛ وہ دیکھنے میں لبنان اور خوبی میں رشکِ سرو ہے۔

آپ ﷺ کے پاؤں کا درمیانی حصہ پُر گوشت اور اُبھرا ہوا تھا۔ پاؤں کے تلوے قوس کی مانند تھے۔ آپ ﷺ کے پیر نرم و ملائم تھے۔ ان کی صفائی اور ملائمت کی وجہ سے پانی کے قطرے ان پر ٹکتے نہ تھے۔ چلتے تو مضبوطی سے قدم اُٹھاتے، ذرا سا آگے کو جھکے ہوئے، قدم پوری طرح جما کر احتیاط اور نرمی سے زمین پر رکھتے۔ تکبر سے نہ چلتے، قدم ذرا تیز، لمبے اور نپے تلے ہوتے، چلتے تو یوں لگتا جیسے نشیب کی طرف اُتر رہے ہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

> لم يكن رسول الله صلى الله عليه و سلم بالطويل ولا بالقصير شثن الكفين والقدمين ضخم الرأس ضخم الكراديس طويل المسربة إذا مشى تكفأ تكفوًا كأنما انحط من صبب لم أر قبله ولا بعده مثله[15]
>
> "رسول اللہ ﷺ طویل تھے نہ پست قد، اور آپ ﷺ کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے مبارک گوشت سے پُر تھے۔ آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا اور ہڈیوں کے جوڑ کشادہ تھے۔ جب آپ چلتے تو جھکنے کی کیفیت میں ہوتے جیسے کوئی بلندی سے اترتا ہے، سینہ سے ناف تک باریک بال تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ کے بعد کسی کو ایسا (خوبصورت) نہیں دیکھا۔"

---

[14] مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری، الرحیق المختوم (لاہور: المکتبہ السلفیہ، ۱۹۹۵)، ۹۵

[15] ترمذی، جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۶۳۷

اب ذرا ان الفاظ و احادیث کی تصویر کھینچیں تو کچھ اس طرح بنتی ہے:

پنڈلیاں چاندی اور سنگِ مرمر کی طرح گوری گوری، پتلی ہونے کی وجہ سے اُوپر سے نیچے تک یکساں موٹائی، ان کی قوت سنگِ مرمر کی قوت و صلابت کی آئینہ دار، پاؤں بالکل کُندن کے پائے، موٹے، بھرے ہوئے، سنہری رنگ، نرم و ملائم اتنے کہ پانی کی بُوند بھی ان پر ٹھہر نہ پائے، جیسے سونے پر پانی کے قطرے نہیں ٹھہرتے۔ پنڈلیاں ننگی نہ رکھتے تھے اس لیے گوری سفید تھیں۔ پاؤں میں ایک طرح کے کھڑاؤں پہنتے تھے جو پاؤں کو ڈھک نہیں سکتے تھے۔ ظاہر ہے جسم کے جو حصے ننگے ہوتے ہیں اُن کا رنگ سنہری اور سانولا ہوتا ہے، اس طرح آپ ﷺ کے پاؤں اور پنڈلیاں حضرت سلیمان علیہ السلام کے الفاظ "اُس کی ٹانگیں کندن کے پایوں پر سنگِ مرمر کے ستون ہیں" کی مکمل عکاسی کرتی ہیں۔

آیت کا دوسرا حصہ ہے "وہ دیکھنے میں لبنان اور خوبی میں رشک سرو ہے" اس حوالے سے ہم پیچھے ام معبد رضی اللہ عنہا کے حلیہ مبارک کے بیان کے تحت بحث کر چکے ہیں۔

اس جملے کی دوسری تشبیہ ہے "رشک سرو"۔ اس کے لیے انگریزی میں Excellent as cedars کے الفاظ ہیں۔ Cedars دیودار کے درخت کو کہتے ہیں۔ اس کا خوبصورت رنگ، اس کی ریشم جیسی ملائمت اور نرمی، اس کے ریشوں کی بناوٹ کا حسن، اس کی مضبوطی اور پائیداری، اس کی دیمک اور بوسیدگی سے محفوظیت، اس کی دائمی ہلکی ہلکی اور شیریں مہک، اس کی جڑوں کی زمین میں مضبوط گرفت، اس کی لمبی عمر، اس کی شاخوں کا وسیع پھیلاؤ، اس کی تسکین بخش چھاؤں اور بلند و بالا قامت، اسے اور اس کی لکڑی کو قدر و قیمت اور خصوصیات میں بے مثال بنا دیتے ہیں۔

لغوی تحقیق کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اسے ان الفاظ کا جامہ پہنا سکتے ہیں:

قبیلۂ قیدار کا یہ عظیم الشان چیدہ اور ممتاز شخص اور اُس کی زبان سے ادا ہونے والا اللہ تعالیٰ کا مؤثر، ناقابل تسخیر اور شیریں کلام، نفع بخش، فیضِ عام کا سرچشمہ اور دیودار کے درخت کی طرح مجسم حسن و خوبی اور کمال ہے۔ وہ اتنا باوقار اور پیارا آنکھ کا تارا ہے جیسے خوشبو میں بسی، خوش منظر، مضبوط اور توانا، نرم و ملائم دیودار کی لکڑی ہوتی ہے۔ اُس کی جڑ (یعنی اُس کے پاؤں) کی گرفت مضبوط ہے۔ اُس کی شاخیں (یعنی اُس کی تعلیمات کی تاثیر) دُور و نزدیک تک پھیلی ہوئی ہیں، وہ بے انتہا دل نواز، دل خوش کن اور چاہت کا مرکز ہے۔

اب عبارت کی آخری یعنی سولھویں آیت پر گفتگو کی طرف بڑھتے ہیں۔ بائبل کی اس عبارت کی آیت سولہ اس پیشین گوئی کی اہم ترین آیت ہے:

اُس کا منہ ازبس شیریں ہے، ہاں! وہ سراپا عشق انگیز ہے۔ اے یروشلم کی بیٹیو! یہ ہے میرا محبوب، یہ ہے میرا پیارا۔

آیت کا پہلا جملہ ہے "اُس کا منہ ازبس شیریں ہے"۔ بائبل کے قریباً تمام مفسرین نے لفظ "منہ" سے "کلام" مراد لیا ہے۔ خود بائبل میں بھی متعدد مقامات پر منہ یا ہونٹ کے الفاظ "کلام" کے مفہوم میں استعمال ہوئے ہیں مثلاً امثال ۱۶: ۲۱؛ زبور ۴۵: ۲؛ گنتی ۳۵: ۳۰؛ ۲۔ سموئیل ۱: ۱۶؛ ۱۔ سلاطین ۱۲: ۲۱۔ ویسے بھی جملے کے الفاظ "اُس کا منہ ازبس شیریں ہے" میں لفظ "شیریں" صاف غمازی کر رہا ہے کہ یہاں صرف منہ کا شیریں ہونا ایک بے معنی سی بات ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہمیں دو قسم کا کلام ملا ہے۔ ایک تو کتاب اللہ یعنی قرآن حکیم ہے اور دوسرے اسلامی تہذیب وشریعت سے متعلق آپ ﷺ کے الفاظ ہیں، جو احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ جہاں تک احادیث میں بیان کردہ آپ ﷺ کے بیانات کا تعلق ہے تو اُن کے حسن و تاثیر کا یہ حال ہے کہ آج بھی انسان اُنھیں پڑھ کر جھوم جھوم اُٹھتا ہے اور جہاں تک ان میں بیان کردہ تعلیمات اور ہدایات کی وسعت وافادیت کا تعلق ہے تو اُس کے بارے میں بلاخوفِ تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ وہ علمِ انسانی کا بیش قیمت اور بے مثال سرمایہ ہیں۔ ہماری کتاب میں اس کی چند مثالیں درج ہیں جنھیں دیکھ کر ان بیانات کی صداقت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

جہاں تک قرآن حکیم کا تعلق ہے، تو اس کے متعلق پوری دُنیا نے تسلیم کیا ہے کہ وہ ایک بے مثال کلام ہے اور اپنے الفاظ، اپنے مضامین، اپنی آواز اور اپنی تاثیر کے لحاظ سے ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ قرآن کی عظمت کی خارجی شہادت کے طور پر بعض مغربی محققین کی عبارات بھی وہیں درج ہیں۔ قرآن کریم کی معجزانہ تاثیر کی مثال کے طور پر طفیل بن عمرودوسی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے واقعات بیان کیے جا سکتے ہیں۔ عتبہ رضی اللہ عنہ بن ربیعہ کی سفارت اور حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے واقعات بھی اس کی ایک عمدہ مثال ہیں۔

آیت کا اگلا عبرانی جملہ ہے "**واکُلّو محمدیم**"۔ اُردو بائبل میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے: "وہ سراپا عشق انگیز ہے"۔ حالانکہ اسم علم کا ترجمہ نہیں کیا جاتا، بہرحال "عشق انگیز" کے لیے انگریزی تراجم میں 'Lovely' یا 'Desirable' وغیرہ کے الفاظ لکھے گئے ہیں۔ اصل عبرانی بائبل میں آج بھی اس کے لیے "**محمدیم**" کا لفظ موجود ہے۔ عبرانی عبارت "**واکُلّو محمدیم**" جسے ہم عربی میں **ھُوَکُلّہ، مُحَمَّدٌ عَظِیمٌ** کہہ سکتے ہیں) کے معنی ہیں۔ وہ سراپا محمدِ عظیم ہے۔ اس سلسلے میں چند باتیں توجہ طلب اور اہم ہیں:

پہلی بات تو یہ ہے کہ عبرانی بائبل میں یہ واحد مقام ہے جہاں "**محمدیم**" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ بائبل میں کسی اور جگہ "**محمدیم**" کا لفظ نہیں آیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ عبرانی لفظ "**محمدیم**" چھ حروف (م، ح، م، د، ی، م) پر مشتمل ہے۔ آخری دو حروف (ی اور م) جمع کی علامت ہیں۔ جمع کا یہ صیغہ تعداد کی کثرت کے لیے نہیں، بلکہ عظمت و تکریم کے لیے آیا ہے۔ موقع و محل کی مناسبت سے اس کی ایک نہایت عمدہ مثال لفظ "**الوہیم**" ہے جو عبرانی بائبل میں اللہ تعالیٰ کے نام کے لیے مستعمل ہے۔ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ "یہودی" ایک توحید پرست قوم ہے جس کا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر غیر متزلزل ایمان ہے۔ دیکھنے کی بات ہے کہ اس لفظ کا واحد کا صیغہ "**الوہہ**" بھی موجود ہے جو بکثرت استعمال بھی ہوتا ہے، لیکن بائبل میں بالعموم اس کا جمع کا صیغہ یعنی "**الوہیم**" ہی جمع تعظیمی کے طور پر مستعمل ہے۔ جمع تعظیمی کی یہی ایک مثال نہیں۔ بائبل میں ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں جن میں خداوند تعالیٰ کے علاوہ بھی جمع تعظیمی کا یہ لاحقہ استعمال ہوا ہے۔ اسی آیت میں "اُس کا منہ ازبس شیریں ہے" کے جملے میں ازبس شیریں' یا' بہت ہی شیریں کے لیے عبرانی بائبل میں "**ممتقیم**" کا لفظ آیا ہے جو "**ممتق**" کی جمع ہے اور جس کے معنی ہیں شیریں کی جمع یعنی شیرینیاں۔ بائبل کے انگریزی مترجمین نے اس کے لیے (Most sweet) کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس طرح یہاں یہ جمع کا صیغہ صِفَتِ شیریں کی عظمت کا آئینہ دار ہے نہ کہ کثرتِ تعداد کا۔ یہ اس بات کو ظاہر کر رہا ہے کہ اُس کے الفاظ میں ہر طرح کی شیرینی اور خوبصورتی انتہائی کامل صورت میں موجود ہے۔ بائبل میں بعض مقامات کے نام مثلاً "جیریزیم" اور "مضریم" وغیرہ بھی اسی کی مثالیں ہیں۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ ان مقامات پر الفاظ اگرچہ جمع تعظیمی کے استعمال ہوئے ہیں لیکن اُن کے لیے افعال و ضمائر واحد کے صیغے میں لکھے گئے ہیں۔ زیر بحث جملے میں بھی یہی صورت حال ہے۔ یہاں "وہ سراپا عشق انگیز ہیں" کے الفاظ نہیں آئے بلکہ "وہ سراپا عشق انگیز ہے" کے الفاظ درج ہیں۔ جس کے اصل عبرانی الفاظ کے معنی ہیں "وہ سراپا محمد عظیم ہے" محمد مصطفیٰ ہے۔ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام کے احترام و محبّت کا اِظہار ہے کہ وہ آپ ﷺ کے لیے جمع تعظیمی استعمال کرتے ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگرچہ سٹرونگ کے لغت' اندارج ۲۵۳۰ کے تحت اس کا مادہ "حمد" ہے۔ جس کے لفظی معنی، تحسین و محبت کا مرکز و مورد بنتے ہیں، لیکن یہاں یہ لفظ اسم معرفہ کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ بائبل میں یہ کوئی انوکھی بات نہیں، بلکہ وہاں متعدد اسماے معرفہ بامعنی الفاظ بھی ہوتے ہیں۔ سیاق وسباق اور موقع و محل ہی سے اس بات کا تعین کیا جاسکتا ہے کہ کسی خاص مقام پر یہ لفظ اسم معرفہ کے طور پر استعمال ہو رہا ہے یا ایک عام بامعنی لفظ کے طور پر۔

چوتھی بات یہ ہے کہ معنوی لحاظ سے بھی محمد رسول اللہ ﷺ سراسر "محمد" یعنی قابل حمد وستائش ہیں۔

آیت کا اگلا جملہ ہے "یہ ہے میر امحبوب، یہ ہے میر اپیارا"۔ "محبوب" کے لیے عبرانی بائبل میں لفظ "دُود" درج ہے جس کے معنی ہیں محبوب اور پیارا اچھا۔ اس کے بارے میں ہم شروع میں وضاحت کر چکے ہیں کہ یہ لفظ واضح کر دیتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام یہاں اولادِ اسماعیل علیہ السلام کے کسی فرد کا ذکر کر رہے ہیں۔ جس سے وہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ میرا یہ محبوب میرے لیے کوئی اجنبی شخص نہیں بلکہ یہ تو میرے ابوالآبا(یعنی حضرت اسحاق علیہ السلام) کے بھائی(یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام) کی نسل سے ہیں۔ اگر وہ کسی غیر رشتہ دار، محبوب کا ذکر کرنا چاہتے تو اُنھیں اس مفہوم کے لیے عبرانی میں پایا جانے والا موزوں لفظ "احاب" استعمال کرنا چاہیے تھا۔ پھر اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ محبوب اُن کی اپنی نسل یعنی یہود سے ہوتا تو اُس کے لیے عبرانی میں الگ سے ایک موزوں لفظ "یدید" موجود ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک شاعر، ادیب اور دانشور کی حیثیت سے معروف تھے۔ الفاظ کا موزوں استعمال اُن کی شناخت تھی۔ اُن پر لازم تھا کہ اگر وہ اپنے کسی ایسے "محبوب" کا ذکر کرنا چاہتے جو اُن کی اپنی نسل یعنی یہود سے تعلق رکھتا ہوتا، تو اُس کے لیے عبرانی لفظ "دُود" نہیں بلکہ عبرانی لفظ "یدید" استعمال کرتے۔

خلاصۃ البحث:

نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی صفات عالیہ اور اخلاق حسنہ کا تذکرہ سابقہ آسمانی کتب میں کثرت سے ہوا، آپ ﷺ کی انہی صفات اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ اہل کتاب کے منصف مزاج لوگ آپ ﷺ کی سچائی اور حقانیت کو تسلیم کرتے تھے اور بہت سے لوگ یہود و نصاریٰ میں سے آپ ﷺ کی زندگی میں ہی آپ ﷺ پر ایمان لا چکے تھے۔ بلکہ آپ ﷺ کی وہ نشانیاں جو تورات وانجیل میں بیان کی گئی ہیں ان کا بڑا حصہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بھی بیان کیا ہے اور احادیث شریفہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بھی آپ ﷺ کے اوصاف وخصائص بیان کرتے ہیں تو وہ تورات وانجیل کی پیش گوئیوں سے ہم آہنگی رکھتے ہیں۔

بائبل کی کتاب "غزل الغزلات" جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔ اور اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے محبوب کی صفات اور اس کی تعریفات کا ذکر کرتے ہیں، جس میں ان کے حلیہ اور عادات واطوار بھی بیان ہوئے اور فتح ونصرت کے اشارے بھی موجود ہیں۔ جب ہم بائبل سے اس کا مطالعہ کرتے ہیں اور دوسری طرف کتب احادیث سے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک پڑھتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ بائبل کی اس کتاب میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیان کردہ شخصیت ہمارے پیارے نبی جناب محمد ﷺ ہی ہیں کوئی اور قطعاً نہیں۔

بائبل کی کتاب "غزل الغزلات" جس شخص کی کامیابی اور فتح ونصرت کو بیان کرتی ہیں وہ کامیابی کی داستان، رفقاء کے ہمراہ فتح وغلبہ بھی ہمارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے حصہ میں آیا ہے۔ بعض نصرانیوں نے ان اوصاف کا حامل جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دیا ہے۔ اس آرٹیکل میں بالتفصیل یہ وضاحت کی گئی ہے کہ مذکورہ کتاب میں متذکرہ شخصیت کبھی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہوسکتے کیونکہ ان پر وہ اوصاف صادق ہی نہیں آتے، اور نبی مکرم جناب محمد ﷺ پر وہ تمام تر اوصاف کمال درجے کے ساتھ صادق آتے ہیں۔ لہٰذا حضرت سلیمان علیہ السلام کے محبوب کہ جن کی صفات واوصاف حمیدہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ ہمارے نبی جناب محمد ﷺ ہی ہیں۔

نتائج:

نبی کریم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ خیر سابقہ آسمانی کتب میں موجود ہے۔ آپ ﷺ کی صفات عالیہ اور عظیم کردار بائبل میں آج بھی زندہ وجاوید ہے۔ بائبل کی کتاب غزل الغزلات میں آپ ﷺ کا نام لے کر آپ کا تذکرہ کیا گیا۔ بائبل کی کتاب غزل الغزلات میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے محبوب کی صفات نبی کریم ﷺ پر صادق آتی ہیں۔ آپ ﷺ کا حلیہ مبارک سابقہ آسمانی کتب اور کتب احادیث میں یکساں ہے۔ کتاب غزل الغزلات میں بیان کی گئی شخصیت محمد رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور کا ہونا بعید از قیاس ہے۔ آپ ﷺ اخلاقی اور نبوی فضائل کے ساتھ ساتھ ذاتی صفات عالیہ کے بھی حامل تھے۔